أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَo الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ o اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ o صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَo

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشٰىo (طٰہٰ:45)

ترجمہ: پس اس سے نرم بات کہو۔ ہو سکتا ہے وہ نصیحت پکڑے یا ڈر جائے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ کہ حقیقی مسلمان (اور امن پسند) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان (اور امن پسند) محفوظ رہیں۔ (بخاری کتاب الایمان، باب المسلم من سلم)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن فحش بکنے والا، بدزبان اور بدگو نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

حدیث میں ہے کہ: حضور ﷺ بغیر وجہ کلام نہ فرماتے، جب کلام شروع فرماتے تو کلام کا آغاز نرمی اور آہستگی سے فرماتے۔ آپ ﷺ کا کلام بہت بامعنی ہوتا، گفتگو واضح ہوتی اور فضول بات نہ کرتے، سخت کلامی نہ فرماتے، نہ کسی کی توہین کرتے اور خدا کی چھوٹی چھوٹی نعمت کی بھی بڑائی بیان فرماتے۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی کلام رسول اللہ ﷺ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ایک بندہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر زبان سے کوئی بات کرتا ہے اور اُسے اہمیت بھی نہیں دیتا لیکن خدا تعالیٰ اُس بات کی وجہ سے اُس کے درجات بلند کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک بندہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کوئی بات زبان سے نکالتا ہے اور اُسے اہمیت نہیں دیتا لیکن خدا تعالیٰ اُس بات کی وجہ سے اُسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ (بخاری کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

حضرتُ اَقْدَسْ مَسِیْحِ مَوْعُودْ (آپ پر سلامتی ہو) چوتھی شرط بیعت میں فرماتے ہیں:۔

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور (دینی بھائیوں) کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ (م۔الف 189/1)

فرمایا: تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت[1] کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تمام تقویٰ تمام جوارح[2] انسانی اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے۔ نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے... زبان سے ہی انسان تقوٰی سے دور چلا جاتا ہے، زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے... متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اُس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقوٰی کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ[3] بولتے رہو۔ ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مَت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے۔ لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امرِ حق کے اظہار میں رُکے۔ اُس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے... ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور انداز بیان بھی ایسا ہونا چاہیئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو۔ (م1/280.281)

حَضرت خَلِیْفَةُالْمَسِیحِ الثَّانِی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ فرماتے ہیں:

سخت کلامی اور دُرشتی[4] ... بھی بہت بڑا عیب ہے۔ بہت لوگ ہیں جو اپنے بھائی کے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر گالی دے دیتے ہیں یا سخت کلامی سے پیش آتے ہیں... اگر کسی سے کوئی مطالبہ کریں گے تو سختی سے اور اگر کسی کا کچھ دینا ہو گا تو اس سے بھی لڑیں گے۔ ان میں نرمی، محبت اور آشتی[5] نہیں ہو گی... تم کسی پر درشتی اور سختی نہ کرو بلکہ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے لیکن اگر ایک درشتی کرتا ہے تو دوسرے کو چاہیئے کہ نرمی اختیار کرے۔ اس طرح درشتی کرنے والا خود بخود شرمندہ اور نادم ہو گا اور معافی مانگے گا۔ ورنہ اگر دوسرا بھی درشتی کرے گا اور اس طرح بات بڑھے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دونوں کا ایمان جاتا رہے گا اور دونوں کو نقصان اُٹھانا پڑے گا... چاہیئے کہ اس تباہ کن فعل سے بچو اور نرمی کی عادت ڈالو تاکہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حق دار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر بھی درشتی کرے... اکثر لوگ اپنا رُعب داب جمانے کے لئے سختی کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی رُعب سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے پڑتا ہے۔ اس لئے نرمی سے ہی کام لینا چاہیئے۔ (ا-ن5/436.437)

[1] عنکبوت: مکڑی۔ [2] جوارح: اعضاء۔ [3] اناپ شناپ: فضول گوئی۔ [4] درشتی: سختی۔ [5] آشتی: صلح / دوستی۔

حَضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الرَّابع رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں(ایک): پہلو تربیت کا نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی[1] طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کی زبان میں دُرشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتا نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں، تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں...پس اس پہلو سے نرم کلامی ادب اور احترام کے ساتھ ایک دوسرے سے سلوک کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ (خ۔ط 759.760/8)

ہمارے پیارے آقا حَضرت خَلِیفَۃُ الْمَسِیحِ الْخَامِس اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنَصْرِہِ الْعَزِیز فرماتے ہیں:

ایک مومن کو تو ہمیشہ پاک زبان کا استعمال کرنا چاہئے۔ گالی کی تو اس سے توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ اپنے آپ کو کسی کی گالی سن کر پھر اس سے روکنا نہ صرف زبان کو پاک رکھتا ہے بلکہ ذہن کو بھی بہت سے غلط کاموں کے کرنے سے بچاتا ہے۔ گالی سن کر انسان کا فطری ردّ عمل یہی ہوتا ہے کہ انسان غصے میں آجاتا ہے اور اس کے ردّ عمل کے طور پر بھی جس کو گالی دی جاتی ہے یا بُرا بھلا کہا جاتا ہے، وہ بھی اسی طرح الفاظ دوسرے پر الٹاتا ہے۔ پس جب یہ ارادہ ہو کہ انہی الفاظ میں جواب نہیں دینا جو غلط الفاظ دوسرے نے استعمال کئے ہیں- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے- تو یہ بہت بڑی نیکی ہے اور یہ نیکی ایک بہت بڑے مجاہدے سے حاصل ہو گی۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ اور یہ مجاہدہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک خدا تعالیٰ پر کامل ایمان نہ ہو اور ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو اور پھر یہی چیز ہے جس سے صبر کے معیار بڑھیں گے۔ ایک مومن کو تو یہ ضمانت میسر ہے کہ اگر کسی کی غلط زبان پر یا غلط بات پر یا غلط حملوں پر تم صبر کرتے ہو تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہماری ڈھال بھی بنا دیا ہے اور ہماری طرف سے جواب دینے کے لئے بھی مقرر کر دیا ہے تو پھر اس سے بہتر اور کیا سودا ہو گا۔ (خ۔م۔ر۔ فرمودہ 10 اگست 2007ء)

[1] نجی: ذاتی۔

فرمایا: ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی چاہئے کیونکہ گالی آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اپنی بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے غصہ میں آکر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس لئے یہ گھٹیا طریق ہے جو کبھی بھی کسی احمدی کو اختیار نہیں کرنا چاہئے اور نوجوانوں کو، بچوں کو خاص طور پر جو نوجوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور ہر احمدی خادم کو، ہر طفل کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے پاک زبان کا استعمال کرنا ہے۔ کبھی کسی سے کسی اختلاف کی صورت میں، کسی اونچ نیچ کی صورت میں، کبھی غلط بات منہ پر نہیں لانی۔ کسی قسم کی گالی اور غلیظ بات اس کے منہ سے نہیں نکلنی چاہئے۔ اور جب اس طرح ہو جائیں گے تو یہی آپ کے سچے ہونے کی نشانی ہے۔ (م۔ش۔ر۔ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 110)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان جملہ نصائح پر عمل کرتے ہوئے نرم اور پاک زبان استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ وَنَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ o عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَإِیْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْيِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَo اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُo